الجامعة البنوریۃ العالمیۃ

متصل سائٹ تھانہ - پی او بکس نمبر ۱۰۶۹۸ کراچی پاکستان

دار الافتاء والقضاء

ای میل: darulifta@gmail.com ویب سائٹ: www.jamiabinoria.net فون: 2560300-2560400 فیکس: 2564586

Name :> Ilyas Ahmed Qadri
Address :>
Subject :> مالی جرمانہ
Writer :> حامد عمر دراز

Serial No :> 8803
Fatwa No :>
Date :> 6/24/2010
Email :>

تاریخ: 04-02-2011

محترم جناب مفتی صاحب

اسلامُ علیکم و رحمة اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماءِ دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک کمپنی نے یہ نوٹس اپنے ملازمین کیلئے لگایا کہ جو اپنے ٹائم سے تین دن لیٹ آئے گا اس کی ایک دن کی تنخواہ کاٹ لی جائے گی۔ اور اس پر عمل کرتے ہوئے انہوں نے ملازمین کی تنخواہ میں سے ٹھیک ٹھاک کٹوتی کر لی۔ اور یہ بات بھی واضح رہے کہ اس صف میں صرف نچلا طبقہ ہی ہے یعنی جن کی تنخواہ 7000 ماہانہ سے 15000 تک ہے اور وہ لوگ اس میں شامل نہیں جو کہ منیجر لیول کے ہیں یعنی جن کی تنخواہ ہزاروں یا لاکھوں میں ہے اور یہ بھی واضح کر دوں کہ جن لوگوں کی تنخواہ کاٹی گئی ہے وہ اپنے وقت سے کچھ ہی دیر سے آئے تھے اور منیجر لیول کے لوگ گھنٹوں کے حساب سے لیٹ آتے ہیں اور ان کے ہزاروں میں سے کچھ بھی نہیں کاٹا جاتا۔ اور ورکرز اور اسٹاف کی تنخواہ جو کہ پہلے ہی کم ہے اس میں سے 1500 سے 4500 تک رقم کی کٹوتی کر لی گئی ہے۔ یہ بات بھی بتا دوں کہ اگر ان ورکرز یا اسٹاف کو لیٹ چھٹی دی جائے تو اس کا اوور ٹائم نہیں دیا جاتا اور اگر بولا جائے تو جواب ملتا ہے کہ جانے کا کوئی ٹائم نہیں یعنی لیٹ آنے پر پیسے کاٹ لئے جاتے ہیں اور دیر سے جانے پر دیئے نہیں جاتے۔

﴿۱﴾ کیا کمپنی کا مذکورہ بالا عمل ٹھیک ہے؟

﴿۲﴾ کیا اس طرح سے تنخواہ کی کٹوتی جائز ہے؟

﴿۳﴾ اس طرح سے رقم کاٹنے پر کیا کمپنی کے مالکان کی آمدنی درست ہوگی؟

ازراہِ کرم اس مسئلہ کا جواب جلد عنایت فرمائیں آپ کی مہربانی ہوگی۔ - سائل: محمد عبداللہ

الجواب حامدًا ومصلیًا

کمپنی کا مذکورہ عمل مالی جرمانہ پر مبنی ہے جو شرعًا ناجائز اور حرام ہے اسلئے کمپنی مالکان پر لازم ہے کہ وہ اپنے مذکورہ طرزِ عمل سے احتراز کریں اور اب تک ان غریب ملازمین سے جو جرمانہ وصول کیا ہے اس کا بھی باقاعدہ حساب کر کے انہیں واپس لوٹائیں تاکہ مؤاخذۂ اخروی سے نجات کا ذریعہ بن سکے، جبکہ ملازمین کو وقت کا پابند کرنے کیلئے اسکے علاوہ بھی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں، نیز آمد و رفت کے اوقات متعین کیے جائیں، ملازم جتنی دیر سے آئے اسکی اتنے وقت کی تنخواہ کاٹی جاسکتی ہے جبکہ ملازم سے اگر اضافی وقت لیا جائے تو اسکا بھی معاوضہ دیا جائے۔

(جاری ہے)

كما في الشامية: تحت (قوله لا بأخذ مال في المذهب) ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ مال الناس فيأكلونه (إلى قوله) إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (ج ٤ ص ٦١) -

وفي الدر المختار: (وهو من يعمل لواحد عملاً مؤقتاً بالتخصيص ويستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة وإن لم يعمل كمن استؤجر شهراً للخدمة أو) شهراً (لرعي الغنم) المسمى بأجر مسمى الخ- (ج ٦ ص ٦٩) -

وفي النتف في الفتاوى: فإن وقعت على عمل معلوم فلا تجب الأجرة إلا بإتمام العمل إذا كان العمل مما لا يصلح أوله إلا بآخره، وإن كان يصلح أوله دون آخره فتجب الأجرة بمقدار ما عمل الخ (ص ٣٣٨) -

وفي فتح القدير: وهو قوله عليه الصلاة والسلام: أعطوا الأجير أجره قبل أن يجف عرقه، وقوله عليه الصلاة والسلام من استأجر أجيراً فليعلمه أجره الخ- (ج ٨ ص ٤) -

وكذا في سنن ابن ماجة، (ص ١٧٦) -

والله أعلم بالصواب،

محمد حامد محمود عفي عنه،
دار الافتاء جامعة بنوريه كراچي ١٦
٨ ربيع الثاني ١٤٣٢ھ -

الجواب صحيح
[illegible]
دار الافتاء جامعة بنوريه
٩ ربيع الثاني ١٤٣٢ھ

الجواب صحيح
عبد الله شوكت
دار الافتاء جامعة بنوريه
٩ ربيع الثاني ١٤٣٢ھ

رئيس دار الافتاء جامعة بنوريه العالمية

رئيس دار الافتاء جامعة بنوريه

دار الافتاء
فتوى نمبر ٨٨٠٣
تاريخ ١٤٣٢/٤/٩
جامعة بنوريه العالمية سائٹ كراچي

23/3/11